ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اخلاقیات

وقت 5-7 منٹ

اَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ (القصص:78)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے تُو بھی لوگوں پر احسان کر

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَابۡتَغِ فِیۡمَاۤ اٰتٰٮکَ اللّٰہُ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ وَلَا تَنۡسَ نَصِیۡبَکَ مِنَ الدُّنۡیَا وَاَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ وَلَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُفۡسِدِیۡنَ

(القصص:78)

اور جو کچھ اللہ نے تجھے عطا کیا ہے اس کے ذریعہ دارِ آخرت کمانے کی خواہش کر اور دنیا میں سے بھی اپنا معیّن حصہ نظر انداز نہ کر اور احسان کا سلوک کر جیسا کہ اللہ نے تجھ سے احسان کا سلوک کیا اور زمین میں فساد (پھیلانا) پسند نہ کر۔ یقیناً اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دَنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو
ملتی نہیں عزیزو! فقط قصّوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ

معزز سامعین! سورہ القصص کی آیت 78 کے اِس مختصر ٹکڑے میں ایک ایک اہم خُلق کو نہایت اچھوتے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ خُلق ایک حکم کی صورت میں بیان ہوا ہے۔ اِس میں وہی طریق سمجھایا گیا ہے کہ جب بیٹے کو اُس کے والد کے حوالے سے بتایا جاتا ہے کہ بیٹا! والد کے تُم پر بہت احسانات ہیں۔ اُس نے تمہیں اُس وقت پالا پوسا جب تُم اپنے آپ کو ہلانے جُلانے کے قابل نہ تھے۔ اُس نے تمہیں پڑھایا لکھایا، تمہیں رشتہ ازدواج سے منسلک کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اِن احسانات کا بدلہ اب تُم اپنے والد کے ساتھ احسان کا سلوک کر کے نرمی اور رافت کے ساتھ دو۔ اِسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ بھی باپ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُس نے ہمیں اشرفُ المخلوقات بنایا، سب سے پہلے انسان کی صورت میں اُس نے ہماری تخلیق کی ہے۔ تمام اعضاء کے ساتھ مکمل اور صحیح سالم انسان بنایا یعنی معذور پیدا نہیں کیا۔ معاشرہ میں مقیم انسانوں کو بعض اوقات جو متعدّی اور موذی بیماریاں لاحق ہیں اُن سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور جماعت احمدیہ میں پیدا کیا یا بعض کو احمدیت قبول کر کے اِس نعمت سے مالامال کیا۔ اے اللہ! تُو نے صفت الرحمان کے تحت ہمارے بغیر مانگے ہماری جملہ ضروریات پوری کیں اور نعماء سے نوازا۔ صفت الرحیم کے تابع ہماری دعاؤں اور التجاؤں کو سن کر ہماری اُمنگوں اور آرزوؤں کے مطابق ہمیں دیا۔ ہمیں اعلیٰ تعلیم سکھلائی۔ ہمیں ہُنر سکھلائے۔

اللہ تعالیٰ نے بھوک جیسے عذاب سے محفوظ رکھا، دوسری مخلوق سے بہتر بنایا، بُری عادات سے محفوظ رکھا۔ ہسپتال میں پڑے مریضوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرنے کو دل کرتا ہے کہ اُس نے ایسی بیماریوں سے بچایا۔ بعضوں کو سانس کی موذی تکلیف ہے اللہ نے اِس سے ہم کو بچایا۔ انسان بنایا، جانور اور چرند پرند نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہر ضرورت سے مستفیض فرمایا ہے۔ خلافت جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی، نیک صالح ساتھی اور اولاد سے نوازا۔ علیٰ ھذا القیاس۔ ہر انسان کو اپنے اپنے دائرہ کے حساب سے اپنے اور اپنے اہل خانہ کے اوپر ہونے والی نعمائے الٰہی کا سوچ کر اپنے اللہ کے حضور جھکنا، اُس کی عبادت کرنا، اُس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اصول لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ کے تحت شکرِ الٰہی کرنے پر اللہ تعالیٰ ان نعماء کو لازوال بنائے گا اور مزید نعماء و افضال سے نوازے گا۔ اس پر مزید مہربان ہو گا اور مزید نیک کاموں کی توفیق ملتی رہے گی۔

یہ اللہ کے ایسے احسانات ہیں جن کا انکار نہیں۔ اِس اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اے اللہ! تیرے اِس احسانات کا پَرتو آگے تیری مخلوق جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ، پر احسان کریں یُوں ہم تیرے **حکم** اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ (القصص:78) پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ پس ہم اِس حکمِ خداوندی کو حرزِ جان بنائیں تا تیرے شکر گزار بندے بنیں رہیں۔

سامعین مکرم! احسان کا لفظ بہت وسیع معانی اپنے اندر رکھتا ہے۔ نیکی، اچھا سلوک، مہربانی، اچھا برتاؤ، اچھے سلوک کا احترام یعنی شکر گزاری کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ آج تقریر کے موضوع پر احسان اُتارنے کا محاورہ استعمال ہوتا ہے یعنی سلوک کے بدلے اچھا سلوک کرنا، بھلائی کا عوض دینا۔ اللہ تعالیٰ نے احسان کے لفظ کو قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر استعمال فرمایا ہے۔ اِس کی اہمیت وافادیت اور برکات کا ذکر فرمایا ہے بلکہ ایک موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو محسنین یعنی احسان کرنے والے بہت پسند ہیں۔ پھر برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (الاعراف:57)۔ کہ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے احسان کو عدل اور ایتاءِ ذی القربیٰ کے درمیان بیان فرما کر مؤمنوں کو یہ بتایا ہے کہ نیکی کے میدان میں آگے بڑھنے کے یہ تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ اگر کوئی ہم سے نیکی کرتا ہے تو اِس کے بدلے ہم اُس سے اُتنی نیکی کریں۔ یہ عدل ہو گا۔ دوسرے درجہ میں اُس نیکی سے بڑھ کر بدلے میں نیکی کرنا احسان کہلائے گا جس کا ذکر اِس تقریر میں ہو رہا ہے۔ اِس کی مثال یُوں دی جاسکتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے اونٹ قرض کے طور پر لیا اور جب واپسی کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے بہتر، تگڑا اور خوبصورت اونٹ واپس کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس احسان کا ذکر سورۃ الرحمٰن آیت 61 میں یُوں فرمایا ہے۔ ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ کہ کیا احسان کی جزاء احسان کے سوا بھی ہو سکتی ہے؟۔ یعنی نہیں۔ ہر گز نہیں۔ اور تیسرا درجہ ایتاءِ ذی القربیٰ کا ہے کہ جیسے والدین اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت اور افزائش بغیر کسی لالچ کے کر رہے ہوتے ہیں اور اپنی خدمت کا کوئی مطالبہ نہیں کرتے۔ یہ ایتاءِ ذی القربیٰ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سورۃ النحل کے تعارفی نوٹ میں اِس فلسفہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔

"قرآن کریم کی تعلیم ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس کی مثال آیت کریمہ نمبر 91 ہے جو خود اخلاقی اور روحانی تعلیمات کو سمیٹے ہوئے ہے اور ان پر حاوی ہے۔ سب سے پہلے عدل کا ذکر فرمایا گیا جس کے بغیر دنیا میں کوئی اصلاح ممکن نہیں۔ پھر احسان کا ذکر فرمایا گیا جو انسان کو عدل سے ایک بالا مقام عطا کرتا ہے۔ پھر اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی فرما کر اس مضمون کو آخری بلندی تک پہنچا دیا گیا کہ وہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اس طرح خرچ کرتے ہیں کہ جیسے ماں اپنے بچوں پر کرتی ہے اور اس کے بدلہ میں کسی خدمت یا صلہ کا واہمہ تک اس کے دل سے نہیں گزرتا اور یہ اعلیٰ ترین مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا تھا کہ آپ ہر قسم کے عوض کے تصور سے پاک رہ کر بنی نوع انسان کو فیض پہنچا رہے تھے۔"

(تعارف سورۃ النحل از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یہ آیتِ قرآنیہ یوں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآیِٔ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۚ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (النحل:91)

یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

سامعین! احسان کا ذکر ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بار بار ملتا ہے۔ آپؐ اِس پر عمل پیرا بھی رہے اور اپنی تقاریر، خطبات وخطابات کے آغاز پر جو تشہد پڑھتے اُس میں عدل واحسان کی تعلیم پر عمل کرنے کی یاد دہانی بار بار کرواتے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کہ اللہ تم کو عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو برابری کے سلوک کی تلقین تو فرمائی ہے لیکن اپنے ساتھ ہونے والے نیک اور عمدہ سلوک سے کہیں اچھا اور بڑھ کر سلوک کرنے کی تلقین "احسان" کے لفظ میں کر دی۔ جیسے ماں ہمیشہ اپنے ساتھ کئے گئے سلوک سے کہیں بڑھ کر بغیر کسی غرض اور لالچ کے اولاد کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ اِسے احسان کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

سامعین! اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے سورۃ القصص آیت 78 میں مؤمنوں کی ذمہ داریاں بیان ہوئی ہیں۔ اِس آیت میں احسان کے معانی بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت کے آغاز میں فرمایا وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کیا ہے اُس کے ذریعہ دارِ آخرت کمانے کی خواہش کر۔ مَیں نے جو تمہیں عطا کیا ہے نیک اعمال اور تقویٰ کی صورت میں۔ اِس کو بڑھاتا رہ تا آخرت میں اپنا گھر خریدنے کے قابل ہو سکے مگر آخرت کی طرف رجوع کرنے کی وجہ سے دنیا

ومافیہا کی نعمتوں کو نہیں بھولنا۔ درمیان میں اَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ لا کر پھر زمین میں فتنہ وفساد سے بچنے کا ذکر فرمایا ہے گویا کہ احسان کی تعلیم دینے میں زمین سے ملنے والی نعماء کو نہ بھولنے کی تلقین کر کے تکبّر سے دُور رہتے ہوئے دنیا میں فساد پھیلانے سے پرہیز کی تعلیم دی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ "لَا تَنۡسَ نَصِیۡبَکَ مِنَ الدُّنۡیَا یعنی دار آخرت کے حصول کے حکم کے یہ معنی نہیں کہ دنیا بالکل چھوڑ دو بلکہ اسلام دین میں، دنیا میں ایک حدبندی چاہتا ہے چنانچہ بعض اوقات نماز پڑھنا بھی منع ہے۔ اِس واسطے صوم متواتر اور ساری رات جاگنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے منع فرمایا۔"

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 324)

احسان کے مضمون کو مختلف پہلوؤں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی الٰہی کتاب قرآنِ کریم میں 200 کے لگ بھگ بیان فرمایا ہے۔ احسان کا بنیادی نکتہ یا سبق کہہ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت 79 میں اِن الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ حَسَنَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ

اللہ کے احسانوں کے ذکر میں ایک حدیث بیان کرنی ضروری ہے جس میں احسان کی جامع تعریف بیان ہوئی ہے۔ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام، بارگاہ رسالتِ مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں انسانی شکل میں حاضر ہوئے اور ایمان، اسلام اور احسان کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کئے۔ احسان کے سوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا:

"احسان یہ ہے کہ تُو اللہ کی عبادت اِس طریق پر کرے گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تُو اللہ کو نہیں دیکھ رہا تو کم از کم تمہارا یہ یقین ہو کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔"

(متفق علیہ)

ایک مومن کی اپنے ربّ کی خاطر ہر حرکت، ہر ادا، ہر نیکی اور ہر عمل عبادت کا ہی ایک رنگ رکھتا ہے۔ اس ناطے ہر عمل، ہر حرکت اور اسلام کی خاطر ہر ادا کے وقت ایک مومن کی یہ کیفیت اور سوچ ہونی چاہئے کہ مَیں خدا کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم یہ سوچ ہو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ انسان کی اس اعلیٰ کیفیت کا نام احسان ہے اور یہی احسان کی جامع ومانع تعریف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تم اپنے اللہ کی ایسی بندگی کرو کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔

سامعین! اب ہمیں اسلامی تعلیم کی روشنی میں "اَحۡسِنۡ" پر غور کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں درجہ بدرجہ کون کون آتا ہے۔ ہر انسان خود بھی انسانوں کے زُمرے سے ہے اس لئے احسان کا مضمون انسان کے اپنے آپ سے، اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ وَاِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَہَا (بنی اسرائیل:8) اگر تم اچھے اعمال بجالاؤ تو اپنی خاطر ہی اچھے اعمال بجالاؤ گے اور اگر تم بُرا کرو تو خود اپنے لئے ہی بُرا کرو گے۔

میرے بھائیو! انسان کی سوچ سے یہ چیز بسا اوقات باہر ہوتی ہے کہ انسان اپنے لئے بھی بُرا سوچ سکتا ہے۔ یہ مضمون اتنا گہرا ہے کہ انسان بالعموم غیروں کے شر سے بچنے کے لئے خود دعا بھی کرتا ہے اور دوسروں سے بھی کرواتا ہے لیکن اپنے نفس کے شر سے بچنے کی دعا تو کیا؟ اِس کا سوچتا بھی نہیں۔ جبکہ ہر انسان کے اندر ایک اور انسان موجود ہے جو ظاہری طور پر نظر آنے والے انسان سے نیکیاں کروا کر اُسے راہِ راست پر بھی رکھتا ہے اور بعض اوقات اُسے پُھسلا کر بُرے اور قبیح کام کروا کر دوزخ کی طرف بھی لے جاتا ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر انسان کو اَوامر پر عمل کرنا اور اُن نواہی سے بچنا چاہئے جو "فَلَہَا" کے تحت آتے ہیں جیسے جھوٹ، چغلی، غیبت، تجسس وغیرہ وغیرہ۔

سامعین! اشرف المخلوقات کے حوالے سے احسان کے دائرے یا مدراج میں دوسرا نمبر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ہے۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا (بنی اسرائیل:24)

کہ تیرے ربّ نے صرف اپنی بندگی کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی توحید اور بندگی اختیار کرنے کے ساتھ والدین سے احترام کا تعلق روا رکھنے اور اُن کے ساتھ احسان سے پیش آنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اِس کی بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب اللہ کسی نفس کو زمین میں لانے کا فیصلہ کرتا ہے تو والدین کو ذریعہ بناتا ہے جن کی اطاعت واحترام لازم ہے۔

تیسرے نمبر پر عزیز واقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنے کا ذکر اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ آیت 84 میں یوں فرماتا ہے۔

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا۔ کہ جب ہم نے بنی اسرائیل کا میثاق (اُن سے) لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے اور والدین سے احسان کا سلوک کرو گے اور قریبی رشتہ داروں سے اور یتیموں سے مسکینوں سے بھی اور لوگوں سے نیک بات کہا کرو۔

سامعین! اسلام، سلامتی کا مذہب ہے اور یہ سلامتی اپنوں سے نکل کر غیروں کی طرف جاتے اپنے دائرہ کو وسیع کرتی جاتی ہے اور معاشرہ میں بسنے والے کمزور، لاغر اور مستحق لوگوں کو اپنا حصہ بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دائرہ سے متعلقہ لوگوں کے ساتھ احسان سے پیش آنے کا ذکر سورۃ النساء آیت 37 میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

کہ والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکین لوگوں، رشتہ دار ہمسائیوں اور غیر رشتہ دار ہمسائیوں اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی احسان کرو۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں کمال حکمت سے ہمسایہ میں قریب اور دور کے ہمسائے سے حسن سلوک کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں 40 گھروں تک ہمسایہ کا درجہ دیا ہے بلکہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائے کے لئے سالن میں پانی ڈالنے کی بھی تلقین فرمائی اور فرمایا:

وَاَحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا

یعنی ہمسایہ کے ساتھ عمدہ ہمسائیگی کرو تا تم کامل مسلم بنو۔

اس طبقہ کے ساتھ حسن سلوک اور اُن کے ساتھ احسان کرنا معاشرہ کے وقار کو بلند کرنا ہے اور اِس کو اسلامی معاشرہ کا نام دیا جا سکتا ہے۔ جماعت میں ایسے ایسے حسین اور نیک لوگ بھی ہیں جو اپنی شب و روز دعاؤں میں ایسے لوگوں کو بھی شامل رکھتے ہیں جو اُجرت پر گھروں میں کام کرتے ہیں۔ جو گھر میں دودھ مہیا کرنے والے (دودھی) کو، جمعدار اور گھر میں کام کاج کرنے والی ماسی کو اپنی تہجد کی دعاؤں میں شامل رکھتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے ہماری خدمت کے لئے مامور کیا ہے۔ خواہ رقم لے کر یہ خدمت کرتے ہیں اگر یہ نہ ہوں تو ہماری زندگی بہت مشکل ہو جائے۔

1947ء میں پارٹیشن کے وقت قادیان میں مقامات مقدسہ کی حفاظت کرنے والے درویشانوں میں حضرت مصلح موعودؓ نے موچی، قصائی، دودھی اور دوسرے کام کرنے والے لوگوں کو شامل فرمایا تھا تا اگر احمدی مسلمانوں کو حصار میں رہنا پڑے تو ایک ہی جگہ میں ہر انسانی ضرورت پوری کرنے والے لوگ میسر آ سکیں۔ تو ایسے لوگ ہماری دعاؤں کے جہاں مستحق ہوتے ہیں وہاں ہمارے پیار، محبت اور احسان و مروّت کے بھوکے بھی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اِس دائرہ کو اِس حد تک بڑھایا ہے کہ طلاق یا خلع کے وقت عورتوں کو احسان کے ساتھ رخصت کرنے کی تعلیم تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ (البقرہ:230) کے الفاظ میں دی ہے۔ نیز غصہ پی جانے والوں، لوگوں کو معاف کرنے والوں کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ کے الفاظ کو استعمال فرما کر سبق دیا کہ غصہ پینا اور لوگوں سے نرمی کا سلوک بھی احسان کرنا ہی ہے۔ یہ تعلیم آج کے دور میں اس لئے بھی ضروری اور اہم ہے کہ عدمِ برداشت نام کی کوئی چیز دنیا کے معاشرہ میں نظر نہیں آتی۔

عقیدہ و مذہب سے بالا ہو کر احسان کرنا

میرے بھائیو! اللہ کی مخلوق جو اس کی "عیال" ہے سے احسان و مروّت سے پیش آنے کا ایک دائرہ بلا تمیز مذہب و عقیدہ کے پیار و محبت سے ملنا اور سلامتی کی فضا برقرار رکھنا ہے۔ جس کی آج دنیا بھر میں تمام مذاہب کو اپنانے کی بہت ضرورت ہے جبکہ ان مذاہب میں جنگ کی سی کیفیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ آیت 14 میں اِن کے ساتھ جو مخالفت کرتے، دشمنی کرتے اور مذہب اور اس کے ماننے والوں کو نقصان پہنچاتے ہیں احسان کا سلوک روا رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

یعنی ان سے درگزر کر اور صرفِ نظر بھی۔ یقیناً اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

3۔ نباتات جمادات اور حیوانات کے ساتھ احسان کرنا

سامعین! اسلام ایک آفاقی مذہب ہے۔ اس کی تعلیمات بھی عالمگیر اور تا قیامت قابل عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ، ہر جگہ اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے اور فساد سے نفرت کی تعلیم دی ہے۔ اشرف المخلوقات کے ساتھ حسنِ سلوک اور احسان و مروّت، محبت سے پیش آنے کی تعلیم اور اُن سے متعلق احکامات دینے کے بعد ضروری تھا کہ دنیا میں دوسری پائی جانے والی مخلوق اور دیگر مرئی اور غیر مرئی اشیاء کے ساتھ احسان کے سلوک کا ذکر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جنگوں میں درختوں اور نباتات اور دیگر اشیاء کو تباہ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ اور گدھوں پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے سے صحابہؓ کو منع فرمایا۔

ایک صحابی نے پرندے کے انڈے گھونسلے سے نکال لئے۔ آپؐ نے انہیں دوبارہ گھونسلے میں رکھنے کو فرمایا۔ آگ اور پانی کے عذاب یعنی ان سے کسی کو تباہ وبرباد کرنے سے منع فرمایا۔ زمین میں اصلاح کرنے اور فساد سے باز رہنے کے بعد فرمایا:

اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الاعراف:57)

کہ اللہ کی رحمت محسنوں کے قریب ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا لکھا ہے کہ "میں احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہوں" یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو احسان برتنے والوں کو دیا جاتا ہے۔ ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں احسان کے مضمون کو پھیلائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الۡاِحۡسَانَ عَلٰی کُلِّ شَئٍ

(مسلم)

کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی ہر چیز میں احسان کو ضروری قرار دیا ہے۔

لہٰذا ہمیں زندگی کے ہر موڑ پر احسان کو ملحوظ رکھنا چاہئے صرف اپنے نفس کے ساتھ ہی نہیں، اپنی صحت، اپنے علم، اپنی عقل، اپنی روح، اپنے کاروبار، اپنی عبادت، اپنے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بالخصوص دفاتر میں اپنی مفوضہ ذمہ داریوں اور ڈیوٹی کی ادائیگی میں احسان کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ ہمارے ایشیائی معاشرے میں دفاتر کے حقوق کماحقہ ادا نہیں کئے جاتے۔ وقت کی پابندی کا خیال رکھا جائے۔ کام بروقت کیا جائے۔ آج کا کام کل پر نہ ڈالا جائے، استاد بھی ٹیچنگ میں احسان کو مدّنظر رکھیں۔ الغرض اپنے ذمہ ہر ڈیوٹی کو باحسن طریق سرانجام دیا جائے، اس ضمن میں احسان کا یہ اصول مدّ نظر رہے کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے اور اردو زبان میں احسان کے معنی ایک دو یا تین لئے جاتے ہیں جبکہ یہ عربی کا لفظ ہے اور عربی زبان میں احسان کے بہت وسیع معانی ہیں۔ ان تمام معانی کو مدّ نظر رکھ کر احسان کے بارے میں مَیں نے اپنی تقریر میں تفصیل بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

میرے بھائیو اور بہنو! ایک دفعہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ہمراہ دربار رسالت مآبؐ میں حاضر ہوئیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر نہ تھے۔ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک ہی کھجور تھی جو آپ نے ماں کو دے دی۔ اس ماں نے اُسے دو بچیوں میں نصف نصف تقسیم کر دیا اور خود کچھ نہ کھایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے یہ قصہ آپؐ کو سنایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو بچیوں سے آزمایا اور اس باپ نے اُن کے ساتھ احسان کا سلوک کیا تو اس سے جہنم دور کر دی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"بعد اس کے اِیۡتَآءِ ذِی الۡقُرۡبٰی کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلّف اور تصنّع دور ہو جائے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت رکھتا ہے۔

دوسرے طور پر جو ہمدردی جو بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔ اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اس کی آزار کی عوض میں تُو اس کو راحت پہنچاوے اور مروّت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔ پھر بعد اس کے اِیۡتَآءِ ذِی الۡقُرۡبٰی کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجالاوے اس سے کوئی اَور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدتِ قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابتِ انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکر گذاری یا دعا یا اَور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 551-552)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ صرف اپنے بھائیوں، عزیزوں، رشتہ داروں، اپنے جاننے والوں، ہمسایوں سے حسن سلوک کرو، ان سے ہمدردی کرو اور اگر ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو اُن کی مدد کرو، ان کو جس حد تک فائدہ پہنچا سکتے ہو فائدہ پہنچاؤ بلکہ ایسے لوگ، ایسے ہمسائے جن کو تم نہیں بھی جانتے، تمہاری ان سے کوئی رشتہ داری یا تعلق داری بھی نہیں ہے جن کو تم عارضی طور پر ملے ہو ان کو بھی اگر تمہاری ہمدردی اور تمہاری مدد کی ضرورت ہے، اگر ان کو تمہارے سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے تو ان کو ضرور فائدہ پہنچاؤ۔ اس سے اسلام کا ایک حسین معاشرہ قائم ہو گا۔ ہمدردیٔ خلق اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا وصف اور خوبی اپنے اندر پیدا کر لو گے اور اس خیال سے کر لو گے کہ یہ نیکی سے بڑھ کر احسان کے زمرے میں آتی ہے اور احسان تو اس نیت سے نہیں کیا جاتا کہ مجھے اس کا کوئی بدلہ ملے گا۔ احسان تو انسان خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتا ہے۔ تو پھر ایسا حسین معاشرہ قائم ہو جائے گا جس میں نہ خاوند بیوی کا جھگڑا ہو گا، نہ ساس بہو کا جھگڑا ہو گا، نہ بھائی بھائی کا جھگڑا ہو گا، نہ ہمسائے کا ہمسائے سے کوئی جھگڑا ہو گا، ہر فریق دوسرے فریق کے ساتھ احسان کا سلوک کر رہا ہو گا اور اس کے حقوق اسی جذبہ سے ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہو گا۔ اور خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کا پیار حاصل کرنے کے لئے، اس پر عمل کر رہا ہو گا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ستمبر 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو احسان کے باریک معنوں کو سامنے رکھ کر اس کا لبادہ اوڑھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور شکر الٰہی کے بہترین طریق پر عمل کرنے والا بنائے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی تسبیح کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائے اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ کے مطابق شکر الٰہی کرنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین